درس ترمذی شریف

افادات : حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ العالی

ضبط وترتیب : مولانا مفتی مختار اللہ حقانی

نظامِ اکل وشرب میں شریعت کی رہنمائی

امام ترمذی کی جامع السنن کی کتاب الاطعمہ کی روشنی میں

باب ماجاء فی اکل الضبع

کفتار (بجو) کھانے کا بیان

حدثنا احمد بن منیع ' حدثنا اسماعیل بن ابراھیم حدثنا ابن جریج عن عبداللہ بن عبید بن عمیر عن ابن ابی عمار قال : قلت لجابر الضبع أصیدھی ؟ قال نعم ۔ قلت آکلھا؟ قال نعم ' قلت أقالہ رسول للہ ﷺ ؟ قال نعم ھذا حدیث حسن صحیح۔

ترجمہ : احمد بن منیع 'اسماعیل بن ابراہیم سے روایت کرتے ہیں اور وہ ابن جریج سے اور وہ عبداللہ بن عبید بن عمیر اور وہ ابن ابی عمار سے روایت کرتے ہیں آپؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت جابرؓ سے کفتار (بجو) کے بارے میں پوچھا کہ کیا میں اسکو شکار کر سکتا ہوں ؟ تو آپؓ نے فرمایا ہاں۔ پھر میں نے کہا کیا میں اس کو کھا سکتا ہوں ؟ تو آپؓ نے جواب دیا ہاں۔ پھر میں نے عرض کی کہ کیا یہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے ؟ تو آپؓ نے فرمایا 'ہاں۔ امام ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وقد ذھب بعض اہل العلم الی ھذا ولم یروا باسا باکل الضبع وھو قول احمد واسحاق وروی عن النبی ﷺ حدیث فی کراھیۃ اکل الضبع ولیس اسنادہ بالقوی وقدکرہ بعض اہل العلم اکل الضبع وھو قول ابن مبارک قال یحییٰ بن القطان وروی جریر بن حازم ھذا الحدیث عن عبداللہ بن عبید بن عمیر عن ابن ابی عمار عن جابرؓ عن عمرؓ قولہ وحدیث ابن جریج اصح

ترجمہ : بعض اہل علم مثلاً امام احمد 'امام اسحاق وغیرہ اس بات کی طرف گئے ہیں کہ کفتار کے کھانے میں کوئی

حرج نہیں اور رسول اللہ ﷺ سے بھی کفتار کے کھانے کے بارے میں کراہیت منقول ہے لیکن اس کی سند قوی نہیں اس لئے بعض اہل علم مثلاً عبداللہ بن مبارک وغیرہ نے کفتار کے کھانے کو مکروہ کہا ہے۔ امام یحییٰ بن قطان فرماتے ہیں کہ جریر بن حازم نے یہ روایت عبداللہ بن عبید بن عمیر اور انہوں نے ابن ابی عمار اور انہوں نے حضرت جابرؓ اور انہوں نے حضرت عمرؓ سے نقل کی ہے۔ لیکن ابن جریج کی روایت زیادہ صحیح ہے۔

حدثنا هناد حدثنا ابو معاوية عن اسماعيل بن مسلم عن عبدالكريم ابی امية عن حبان بن جزء عن اخيه خزيمة بن جزء قال سالت رسول الله ﷺ عن اكل الضبع قال او يأكل الضبع احد؟ وسالته عن اكل الذئب قال وياكل الذئب احد فيه خير۔

هذا حديث ليس اسناده بالقوی لا نعرفه الامن حديث اسماعيل بن مسلم عن عبدالكريم ابی امية وقد تكلم بعض اهل الحديث فی اسماعيل وعبدالكريم ابی امية وهو عبدالكريم بن قيس هو ابن ابی المخارق وعبدالكريم بن مالك الجزری ثقة۔

ترجمہ: ھناد ابو معاویہ سے روایت کرتے ہیں اور وہ اسماعیل بن مسلم سے اور وہ عبدالکریم ابو امیہ سے اور وہ حبان بن جزء سے اور وہ اپنے بھائی خزیمہ بن جزء سے 'آپؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے بجّو کے کھانے کے بارے میں پوچھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا کفتار بھی کوئی کھاتا ہے پھر میں نے آپؐ سے بھیڑیئے کے کھانے کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا بھیڑیا بھی کوئی نیک اور پاکباز آدمی کھاتا ہے۔ اس حدیث کی سند بے کار ہے' ہم اسکو صرف اسماعیل بن مسلم عن عبدالکریم ابی امیہ کی سند ہی سے جانتے ہیں۔

جبکہ بعض ائمہ حدیث نے اسماعیل اور عبدالکریم ابو امیہ کے بارے میں کلام کیا ہے' عبدالکریم سے مراد عبدالکریم بن قیس ہے۔ جو ابو المخارق کا بیٹا ہے اور عبدالکریم بن مالک الجزری ثقہ ہے۔

ضب کے بعد ضبع کا حکم بیان کرتے ہیں ضبع ایک معروف حیوان ہے اس کو پشتو میں کوگ اور گورگخ کہتے ہیں اور اردو میں بجّو اور فارسی میں کفتار کہا جاتا ہے اس کا استعمال اسم جنس کی طرح ہوتا ہے اگرچہ نر کے لئے ضبعان جس کی جمع ضباعین آتی ہے جیسے سرحان جس کی جمع سراحین ہے اور مادہ کے لئے ضبعانۃ جس کی جمع ضبعانات آتی ہے اور ضباع دونوں کی جمع کے لئے مشترکہ طور پر مستعمل ہوتا ہے اس کی تصغیر ضبیع آتی ہے۔

لغوی لطیفہ:

(۱) علامہ دمیریؒ نے حیات الحیوان میں ایک عجیب لغوی لطیفہ لکھا ہے فرماتے ہیں کہ ضبع مذکر کا تثنیہ ضبعان سے نہیں آتا اس لئے کہ اگر ہم تثنیہ بنائیں گے تو ایک الف زائد کا ہونا لازم آئے گا جو صحیح نہیں اور ضبع مونث یعنی ضبعانہ تثنیہ ضبعان کے وزن پر آئے گا۔

ضبع چھوٹی بکری کی جسامت کا ہوتا ہے گندی چیز ہے اور مردار کھاتا ہے حتیٰ کہ قبروں سے مردوں کو نکال کر کھاتا ہے اور اس خصلت میں زیادہ مشہور ہے اس لئے کہ اس کو انسانی گوشت بہت زیادہ پسند ہے۔

طبی فوائد :- علامہ دمیریؒ نے حیات الحیوان میں حیوانات کے دیگر ابحاث کے علاوہ انکے طبی فوائد پر بھی کافی بحث کی ہے بہت عمدہ کتاب ہے طلباء اور علماء کو چاہیے کہ اسکا مطالعہ کریں۔

انہوں نے ضبع (کفتار) کے بھی مختلف طبی فوائد بیان کئے ہیں۔

(۱) اگر کوئی شخص کفتار (بجو) کی چربی کو اپنے جسم پر مل لے تو وہ کتوں سے محفوظ ہوگا۔

(۲) اگر اسکے پتے کو خشک کر کے اس سے سرمہ بنایا جائے اور اس کو آنکھوں میں استعمال کیا جائے تو آنکھوں کے دھند اور پانی آنے میں مفید ہے۔

(۳) اور اس کے استعمال سے آنکھ روشن ہو جاتی ہے۔

(۴) اور اگر اس کے پتے کو آدھا درھم کی مقدار نصف درھم شہد کے ساتھ استعمال کیا جائے تو سر اور آنکھوں کی تمام بیماری ختم ہو جائے گی۔

(۵) اور اگر شہد کیساتھ ملا کر آنکھوں میں استعمال کیا جائے تو آنکھوں میں خوبصورتی اور جِلا پیدا ہوتی ہے۔

(۶) بجو کے سرین کے قریب داہنی ران کے بالوں کا زیتون کے تیل کے ساتھ ملا کر استعمال کرنے سے زخم ٹھیک ہو جاتا ہے۔

فقہی اختلاف : بجو کھانے کا مسئلہ بھی علماء کے ہاں مختلف فیہ ہے امام احمد بن حنبل امام شافعی، امام اسحاق وغیرہ بجو کھانے کو حلال اور جائز کہتے ہیں جبکہ امام ابو حنیفہؒ، امام سفیان الثوری اور مالکؒ اسکو مکروہ کہتے ہیں۔ اور یہ روایت سعید بن مسیب سے بھی ہے۔

ملا علی قاریؒ نے کہا ہے کہ احناف کے ہاں بجو کھانا مکروہ تحریمی ہے۔

حدیث بالا سے امام احمد اور امام شافعیؒ استدلال کرتے ہیں کہ ضبع کا کھانا جائز ہے۔ صاحب کتاب پہلے امام احمد کی دلیل ذکر کرتے ہیں کہ ابن ابی عمار کی روایت ہے : أصید ھی ؟ کہ ضبع صید ہے یا نہیں۔ کہ اگر جنگل میں ضبع سامنے آئے اور کوئی شخص احرام میں ہو اور حالت احرام میں جب حاجی کسی چیز کو شکار کرے تو اس کے ذمے، کفارہ لازم ہے جزاء مثل ما قتل من النعم الایة جانوروں میں سے جو جانور شکار کرے تو اس کے مثل جزاء دینا لازم ہے تو اگر حاجی اسکو شکار کرے اس پر کفارہ لازم آئے گا یعنی تو کیا یہ شکار میں داخل ہے یا نہیں؟ قال نعم: پھر پوچھا کہ اسکا کھانا جائز ہے۔ قال نعم کہ اس کا کھانا جائز ہے تو گویا آپؐ نے اجتہاد کر کے اس کے کھانے کا بیان کیا ہے کہ شکار کھانے کے لئے کیا جاتا ہے اور ضبع شکار ہے تو معلوم ہوا کہ اس کا کھانا بھی جائز ہے۔ قلت

اقاله رسول الله ﷺ تو میں نے پوچھا کہ کیا یہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا؟ تو حضرت نے فرمایا نعم تو جب شکار ہے تو اسکی جنایت دینا بھی ضروری ہے اور اس کا کھانا بھی جائز ہے۔ یہ امام احمدؒ کی دلیل ہے۔

بعض شراح ترمذی نے اس باب کی حدیث کے علاوہ سعد بن ابی وقاص کا عمل بھی نقل کیا ہے کہ انه کان یاکل الضبع کہ آپ بجو کھاتے تھے۔ اسی طرح عبداللہ بن عباس سے بجو کے گوشت کی اباحت مروی ہے۔

الجواب : امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث مبہم ہے اور اس میں اشتباہ بھی ہے اگر صحیح بھی ہے تو دوسرے روایات کلیہ کو دیکھنا ضروری ہے۔ کہ نہی عن کل ذی ناب من السباع وکل ذی مخلب من الطیور تو اس میں سبوعیت ہے۔ دوسرا قرآن میں آتا ہے کہ ویحرم علیکم الخبث: وہ بھی کلیہ ہے کہ تمام خبیث حرام ہیں۔ اور خبیث وہی ہیں جو خبیث چیزوں کو کھاتے ہوں۔ مردار کھاتے ہوں' مردوں کو قبروں سے نکال کر کھاتے ہوں۔ مرغی وغیرہ بھگا کر کھاتے ہوں اگر انسان اس کا گوشت کھائے تو انسان کے اندر بھی یہ مذموم صفات داخل ہو جائیں گی۔

ابو داؤد اور دوسری کتابوں میں ہے صریح روایات میں نہی عن اکل الضب والضبع آیا ہے تو اس میں کلیۃً ممانعت ہے یہ صراحتاً قول ہے۔ اسی طرح حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ نهی عن اکل الضب والضبع کہ رسول اللہ ﷺ نے ضب اور ضبع (بجو) کھانے سے منع کیا ہے۔

امام ترمذی حزیمہ بن جزء کی روایت میں خود ذکر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے کسی نے بجو کے بارے میں پوچھا تو آپؐ نے جواب میں فرمایا کہ اویاکل الضبع کہ ضبع بھی کوئی کھاتا ہے۔ کیا یہ خوراک کی شئے ہے؟ اتنی واضح بات کی روشنی میں اس سے استدلال نہیں ہو سکتا: لہذا یہ استدلال ضعیف ہے۔

دوسری اہم بات یہ ہے کہ اقالہ کے الفاظ میں دو احتمالات ہیں اقالہ سے پہلے دو الفاظ ذکر ہو چکے ہیں ایک صید یعنی شکار کا ذکر ہے دوسرا اس کے کھانے کا ذکر ہے اور ہر شکار ماکول بھی نہیں ہوتا یا تو ضمیر شکار کی طرف راجع ہوگا کہ سائل پوچھنا چاہتا ہے کہ کیا اسکے شکار کی بات آپؐ نے فرمائی ہے اور یا پھر ضمیر اکل کی طرف راجع ہو گا مطلب یہ ہے کہ کیا اس کے کھانے کا حکم رسول اللہ ﷺ نے دیا ہے تو یہاں پتہ نہیں چلتا کہ سائل کون سی چیز کے بارے میں پوچھ رہا ہے۔ صید کی طرف راجع ہو تو پھر ماکول ہونے کی بات ختم ہو گئی اس لئے کہ ہر صید ماکول نہیں اور اگر اکل کی طرف راجع ہو تو پھر اکل ہونے پر دلالت کرے گا۔ اس میں دونوں احتمال ہیں تو اس میں احتیاط ہے اس لئے ضبع کا کھانا درست نہیں۔

جبکہ قاعدہ کلیہ ہے کہ اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال جب احتمال پیدا ہو جائے تو استدلال باطل ہو جاتا ہے۔ اس لئے اس سے استدلال باطل ہے۔

اگر کوئی کہے کہ یہ شکار ہے اور جب شکار ہے تو اسکا کھانا بھی جائز ہے۔ تو یہ قیاس بھی درست نہیں اس لئے کہ ہر شکار کھایا نہیں جاتا۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ اکلھا قال نعم کیا میں اس کو کھا سکتا ہوں تو آپؐ نے فرمایا نعم تو یہ صحابی کا فہم اور اجتہاد ہے۔ انہوں نے اپنے فہم اور اجتہاد سے بجوّ کے ماکول ہونے کا حکم فرمایا ہے لیکن امام ابو حنیفہ ' امام مالک 'وغیرہ حضرات فرماتے ہیں کہ جب کسی مسئلہ میں ایک طرف صحابی کا اپنا اجتہاد ہو دوسری طرف نص صریح ہو تو رسول اللہ ﷺ کا فرمان دلیل قطعی ہونے کی وجہ سے قابل ترجیح ہوگا اور صحابی کا قول مرجوح ہوگا۔ اسلئے کہ المجتہد قدیخطی وقد یصیب کہ مجتہد کبھی خطاء کرتا ہے اور کبھی صواب کرتا ہے تو یہاں اگرچہ صحابی ہے مگر مجتہد ہے اور مجتہد ہونے کے ناطے سے خطا کر سکتا ہے اور دوسری طرف رسول اللہ ﷺ کا صریح قول ہے جو خطا کا احتمال نہیں رکھتا اس لئے وہ راجح ہے

قال یحیی بن قطان الخ امام ترمذی اس روایت کے بارے میں یحییٰ بن قطان کے حوالہ سے ذکر کرتے ہیں کہ یہ روایت مرفوع نہیں۔ اس لئے کہ جریر بن حازم نے اس روایت کو عن عبداللہ بن عبید بن عمیر عن ابن ابی عمار عن جابر عن عمر قولہ روایت کیا ہے۔ لیکن امام ترمذی فرماتے ہیں کہ ابن جریج کی روایت زیادہ صحیح ہے۔ اور اسکی ایک وجہ یہ ہے کہ ابن جریج کی روایت مرفوع ہے اور جریر بن حازم کی روایت مرفوع نہیں اور دوسری وجہ یہ ہے کہ ابن جریج کی روایت کی مطابقت اسماعیل بن امیہ کی روایت سے ہے جو ابن ماجہ میں مذکور ہے' جبکہ جریر بن حازم کی کسی نے مطابقت نہیں کی۔

احناف کے دلائل : شوافع اور حنابلہ کے دلائل کے مقابلہ میں احناف تحریم کفتار کے لئے قرآن و سنت کے کلیات اور بعض صریح روایات سے استدلال کرتے ہیں۔ ایک بار پھر اس کا خلاصہ ذہن نشین کرلیں۔

(۱) قرآن کریم کا کلی حکم ہے کہ وہ یحرم علیکم الخبائث (الایة) کہ خبیث اشیاء کو اللہ تعالیٰ نے تم پر حرام قرار دیا ہے۔

خبیث ان اشیاء کو کہا جاتا ہے جو خبیث اور گندی اشیاء کھاتے ہیں مثلاً مردار حیوانات کو کھاتا ہو۔ مردوں کو قبروں سے نکال کر کھاتا ہو' ایسے حیوانات حیوان کی وجہ سے انسان کے اندر بھی وہ اخلاق خبیثہ انتقال کر جاتے ہیں اور وہ ان صفات کا متحمل ہو جاتا ہے۔

(۲) رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں ونہی عن کل ذی ناب من السباع و عن کل ذی مخلب من الطیور (الحدیث) کہ رسول اللہ ﷺ نے ہر ذی ناب درندے اور ہر پنجوں والے پرندوں کے کھانے سے منع فرمایا ہے۔

جبکہ ضبع (بجو) میں سبعیت بدرجہ اعلیٰ پائی جاتی ہے کہ مُردوں کو بھی کھاتا ہے۔

(۳) اسی طرح ابو داؤد وغیرہ میں واضح روایات موجود ہیں۔ کہ نہی عن اکل الضب والضبع (الحدیث) کہ رسول اللہ ﷺ نے ضب (گوہ) اور کفتار کے کھانے سے منع فرمایا ہے۔

(۴) حضرت علیؓ سے مروی ہے انه نہی عن اکل الضب والضبع کہ آپؐ نے ضب (گوہ) اور کفتار کے کھانے سے منع فرمایا ہے۔

یہ تمام نصوص اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ بجو کا کھانا جائز نہیں۔ حبان بن جزء اپنے بھائی خزیمہ بن جزء سے روایت کرتے ہیں کہ رسالت رسول اللہ ﷺ عن اکل الضبع قال او یاکل الضبع احد کیا بجو بھی کوئی کھاتا ہے۔ اور وہ بھی کوئی کھانے کی چیز ہے۔

وسالته عن اکل الذئب اور پھر میں نے شیر کے کھانے کے بارے میں پوچھا کہ کیا اس کو کھانا جائز ہے تو آپؐ نے فرمایا ایاکل الذئب احد فیه خیر جس میں بھی تھوڑی بہت عقل اور فطرت سلیمہ ہو اور اس میں کوئی خیر ہو تو وہ اس کو نہیں کھائے گا۔ اس حدیث سے دونوں کی ممانعت کی گئی۔ لیکن بجو کے بارے میں سیاق و سباق اور طرح کا ہے اور ذئب کے بارے میں سوال وجواب کی کیفیت الگ ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا کوئی شخص بجو بھی کھاتا ہے۔ اس کے کھانے پر تعجب ظاہر کیا۔ تو ذئب بھی حرام چیز ہے مگر بجو سے اسکو کم تر قرار دیا کہ جس میں بھی کچھ پاکیزگی ہو اور وہ فطرت سلیمہ کا مالک ہو تو وہ نہیں کھائے گا اسلئے کہ وہ شیر سے بہت زیادہ گندا جانور ہے وہ تو مردوں تک کو کھاجاتا ہے اور شیر کے کھانے کے بارے میں جب پوچھا گیا تو اس کا جواب بہ نسبت اول کے کچھ سہل تھا کہ جس میں فطرت سلیمہ اور پاکیزگی اور خیر ہو تو وہ شیر کو نہیں کھائے گا ورنہ شیر کھانا تو بجو کھانے سے بہتر ہے اس لئے کہ شیر اگرچہ حیوان مفترس ہے مگر وہ پھر بھی زندہ شکار پکڑ کر کھاتا ہے۔ گندی اور مردار اشیاء کو نہیں کھاتا اگر اس میں حرمت آئی بھی تو وہ سبعیت (درندگی) کی وجہ سے آئی ہے۔ ورنہ اگر ظاہری طور پر دیکھا جائے تو اسکے گوشت میں اتنی زیادہ گندگی نہیں ہوتی اس لئے کہ وہ تازہ تازہ گوشت کھاتا ہے، جنگل میں ہرن اور دوسرے زندہ حیوانات کا شکار کرتا ہے بخلاف بجو کے وہ ہر قسم کی گندگیوں کو کھاتا ہے تو گویا کہ بجو کے کھانے کی حرمت پر اجماع ہے۔ اور ذئب تو اسکے بارے میں بھی رسول اللہ ﷺ نے استفہام انکاری کی کیفیت اختیار کی اور او یاکل الذئب احد فیه خیر کہ جس میں کوئی خیر ہو کیا وہ شیر کو کھاتا ہے؟ مطلب یہ ہے کہ جس میں خیر ہو وہ شیر کو نہیں کھائے گا۔ تو رسول اللہ ﷺ کی اس طرز اور انداز کلام نے ثابت کر دیا کہ ضبع حلال نہیں بلکہ اس کی زیادہ قباحت بیان کی۔

اس روایت کو امام ترمذی نے اسی باب میں ذکر کیا ہے۔ مگر اولاً اس کے بارے میں فرما چکے ہیں اور اس کے مقابل حنابلہ کی روایت کو ترجیح دیتے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام ترمذی بھی بجو کھانے کے قائل ہیں

اور روایت کی تضعیف کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں۔ حذا حدیث اسنادہ لیس بالقوی اس روایت کی سند قوی نہیں ہے۔ امام ترمذی اس عبارت سے حنفیہ کے مستدل کو ضعیف کرنا چاہتے ہیں

قد تکلم بعض اہل الحدیث :

یہاں اہل حدیث سے معروف غیر مقلد مراد نہیں بلکہ اہل حدیث سے مراد وہ ائمہ کرام ہیں جن کو رجال کا علم (جو عظیم الشان علم ہے اس کے ذریعے احادیث کو پرکھا جاتا ہے) حاصل ہو اس حدیث کو ابو معاویۃ نے اسماعیل بن مسلم اور انہوں نے عبدالکریم ابو امیۃ سے روایت کیا ہے مگر بعض ائمہ جرح و تعدیل نے اسماعیل بن مسلم اور عبدالکریم پر کلام کیا ہے اور عبدالکریم سے مراد عبدالکریم بن قیس ہے جو ضعیف ہے اس کے علاوہ عبدالکریم بن مالک الجزری بھی ہے اور وہ ثقہ ہے۔

الجواب :- ہم کہتے ہیں کہ کس پر کلام نہیں ہوا ہے اور کون کلام سے بچ سکا ہے۔ ہمارے نزدیک یہ دونوں راوی قوی ہیں اس لئے کہ بعض ائمہ جرح کی تضعیف سب ائمہ کی تضعیف نہیں ہو سکی اور نہ اس سے حدیث کو ناقابل استدلال بنانا صحیح ہے ورنہ پھر تو احادیث مبارکہ کا ایک بڑا ذخیرہ ختم ہو جائے گا ذخیرہ احادیث میں بہت کم روایات ایسی ہیں جن پر سب ائمہ جرح و تعدیل متفق ہیں۔ امام ترمذیؒ کے اس اصول سے تو امام ترمذی کے خود بھی کافی مستدلات ختم اور ساقط ہو جائیں گے اس لئے کہ بعض ائمہ نے ان کے مستدل احادیث کی تضعیف کی ہے اسی طرح صحیح بخاری کی بھی بعض روایات ایسی ہیں جن پر ائمہ نے جرح کی ہے خود امام بخاریؒ اور امام ابو حنیفہ اور دوسرے ائمہ کرام جن کی امامت مسلّمہ ہے پر جرح ہو چکی ہے تو جب دوسری طرف امت کے مقتدر ائمہ ان کی تعدیل کرتے ہیں تو اگر ایک دو آدمی ان کی تضعیف کر بھی جائیں تو اس پر کوئی اثر نہیں پڑے گا ورنہ پھر تو اس صول سے احادیث کا ایک بڑا ذخیرہ ساقط ہو جائے۔

عبدالکریم بن قیس الخ :

امام ترمذی رواۃ کو خوامخواہ ضعیف کرنے کے لئے فرماتے ہیں کہ عبدالکریم نامی راوی دو ہیں ایک عبدالکریم بن قیس ہے جو ضعیف ہے اور دوسرا عبدالکریم بن مالک الجزری ہے جو ثقہ ہے کہیں عبدالکریم سے تم عبدالکریم بن مالک مراد نہ لے لو۔

ہم کہتے ہیں کہ ٹھیک ہے اسکے ہاں ایک قوی اور دوسرا ضعیف ہو گا مگر ہمارے ہاں دونوں قوی ہیں۔ ملا علی قاریؒ امام ترمذی کے قول کے جواب میں فرماتے ہیں کہ امام حسن بصریؒ نے بھی اس حدیث سے استدلال کیا ہے اور جو اجتہاد کا استدلال بن جائے تو وہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ روایت نفس الامر میں صحیح ہے اگرچہ سند کی وجہ سے ضعیف ہے۔

باب ماجاء فی الاکل فی انیه الکفار

کفار کے برتنوں میں کھانا

حدثنا زید بن اخزم الطائی ' حدثنا سلم بن قتیبة ' حدثنا شعبة عن ایوب عن ابی قلابة عن ابی ثعلبة قال سئل رسول الله ﷺ عن قدور المجوس قال انقوها غسلا واطبخوا فیها ونهی عن کل سبع ذی ناب هذا حدیث مشهور من حدیث ابی ثعلبة وروی عنه من غیر هذا الوجه ' وابو ثعلبة اسمه جرثوم ویقال جرهم ویقال ناشب قد ذکر هذا الحدیث عن ابی قلابة عن ابی اسماء الرجی عن ابی ثعلبة ۔

ترجمہ : زید بن احزم الطائی فرماتے ہیں کہ ہم سے سلم بن قتیبہ نے روایت کی اور وہ فرماتے ہیں کہ ہم سے شعبہ نے روایت کی اور انہوں نے ایوب سے اور انہوں نے ابو قلابہ سے اور انہوں نے ابو ثعلبہ سے انہوں نے حضور ﷺ سے مجوسیوں کے برتنوں کے بارے میں پوچھا تو آپؐ نے فرمایا کہ انکو دھولو اور پھر ان میں پکالو اور آپ ﷺ نے ہر درندے سے منع فرمایا ہے۔

یہ حدیث ابو ثعلبہ کی روایت سے مشہور ہے اور آپؓ سے بہت سارے اشخاص نے اسی طرح روایت کی ہے اور ابو ثعلبۃ کا نام جرثوم ہے اور انکو جرھم بھی کہا جاتا ہے اور انکو ناشب بھی کہا جاتا ہے۔ اور اس روایت کو عن ابی قلابة عن ابی اسماء الراحبی عن ابی ثعلبة کی سند سے ذکر کیا گیا ہے۔

حدثنا علی بن عیسی بن یزید البغدادی ' حدثنا عبیدا لله بن محمد العیشی حدثنا حماد بن سلمة عن ایوب و قتادة عن ابی قلابة عن ابی اسماء الرحبی عن ابی ثعلبة الخشنی انه قال : یا رسول الله انا بارض اهل کتاب فنطبخ فی قدورهم و نشرب فی آنیتهم فقال رسول الله ﷺ ' ان لم تجدو اغیر ها فارحضوها بالماء ثم قال یا رسول الله ﷺ انا بارض صید فکیف نضنع ؟ قال اذا ارسلت کلبك المکلب و ذکرت اسم الله فقتل فکل، وان کان غیر مکلب فذکی فکل واذارمیت بسهمك وذکرت اسم الله فقتل فکل. هذا حدیث حسن صحیح ۔

ترجمہ : ہمیں علی بن عیسیٰ بن یزید البغدادی نے روایت کی اور انہوں نے عبیداللہ بن محمد العیشی سے اور انہوں نے حماد بن سملہ سے اور انہوں نے ایوب اور قتادہ سے اور انہوں نے ابو اسماء الراحبی سے اور انہوں نے ابو ثعلبہ الخشنی سے اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم اہل کتاب کی زمین میں

ہوتے ہیں پس ہم ان کے برتنوں میں پکاتے ہیں آپؐ نے فرمایا اگر ان کے برتنوں کے علاوہ کوئی برتن نہ پاؤ تو پانی کے ساتھ دھولو۔ پھر آپؓ نے عرض کیا کہ ہم کبھی شکار کی زمین میں ہوتے ہیں تو ہم کیا کریں ؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم نے اپنے تعلیم یافتہ کتے کو چھوڑ دیا اور اس پر اللہ کا نام لیا اور پھر اس نے شکار کو قتل کیا تو اسکو کھالو اور اگر کتا غیر تعلیم یافتہ ہو اور شکار کو ذبح کیا گیا تو اس کو کھالو' اور جب تم نے تیر چلایا اور اس پر اللہ کا نام لیا اور اس سے شکار مر گیا تو اس کو کھالو۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

عن ابی ثعلبة قال سئل رسول الله ﷺ عن قدور المجوس :رسول اللہ سے مجوس کے برتنوں کے بارے میں پوچھا گیا کہ اس میں کھانا کھانا کیسا ہے۔

قدور :-

قدر کی جمع ہے بڑے برتن 'ہانڈی کو کہا جاتا ہے۔ قدوری' جو فقہ کی کتاب کا نام ہے اس لئے ہے کہ مصنف برتن فروخت کرتے تھے۔ اور خصوصیت سے قدور بڑی بڑی دیگوں کو کہا جاتا ہے جن میں پلاؤ وغیرہ پکایا جاتا ہے تو جب ان بڑے برتنوں کا حکم معلوم ہوا تو چھوٹے چھوٹے برتن' پلیٹ' چمچ گلاس وجگ وغیرہ کا حکم بدرجہ اولیٰ معلوم ہے۔

مجوس :-

مجوس کفار میں ایک بڑا خبیث گروہ ہے یہ اپنے آپ کو اہل کتاب کہتے ہیں مگر ہمارے نزدیک وہ اہل کتاب نہیں ان کی طرف کوئی کتاب نازل نہیں ہوئی ہے۔ ان کے نزدیک ماں' بہن اور بیٹی سے نکاح حلال ہے۔ ان میں حلال حرام کی کوئی تمیز نہیں ہے۔ یہ لوگ اغلظ ترین کفار ہیں جب ترجمۃ الباب سے انکا حکم معلوم ہوا تو دوسرے کفار کا حکم خود بخود بدرجہ اولیٰ معلوم ہوا۔ انقوها عنسلا یعنی انکو صاف کرو نقی ینقی صاف کرنا' کل تقی نقی فهو آلی (الحدیث) ہر پاک اور صاف متقی شخص میرا اہل ہے۔ ونهى عن كل سبع ذی ناب ہم جو بار بار درس میں کہتے ہیں کہ حکم کلی ہے۔ رسول اللہ ﷺ اس کلیۃ کو ہر جگہ فرماتے ہیں۔

سبع :- سبع کسے کہتے ہیں المفترس من الحیوان' جو حیوان افتراس یعنی چیر پھاڑ کرتا ہو جیسے اسد (شیر) منطق کی کتابوں میں تم لوگ پڑھ چکے ہو اسد کی حقیقت حیوان مفترس ہے۔ جس جانور میں افتراس اور اختطاف پایا جاتا ہو تو سبع ہے اس لئے اس میں فیل (ہاتھی) قردۃ (لومڑی) اسد (شیر) ذئب (بھیڑیا) نمر (چیتا) وغیرہ ان تمام جانوروں میں افتراس بھی ہے اور ذی ناب بھی۔

ابن سینا کا قول :- اللہ تعالیٰ نے بعض حیوانات کو سینگ دیئے ہیں جن کی وجہ سے وہ اپنے آپ کو بچاتے ہیں اور بعض حیوانات کو انیاب دیئے ہیں اس کے ذریعے وہ اپنے آپ کو بچاتے ہیں۔ ابن سینا کہتے ہیں کہ جن حیوانات کے

قرن (سینگ) ہوتے ہیں توانکے انیاب نہیں ہوتے اور جن کے انیاب ہوتے ہیں انکے سینگ نہیں ہوتے۔

ناب ان خاص دانتوں کو کہا جاتا ہے جو رباعیات سے پیچھے ہوں پشتو میں ان کو "پسی غاخ" کہا جاتا ہے۔ اس لئے کہ ان دانتوں کی نوک ہوتی ہے کتے کے دانت کی طرح۔ اسلئے امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں ہر وہ حیوان جو مفترس ہو اور وہ گوشت کھاتا ہو تو اسکا کھانا جائز نہیں البتہ امام شافعی فرماتے ہیں سبع اسے کہا جاتا ہے کہ جو صرف انسان پر حملہ آور ہوتا ہو۔ اس لئے آپؒ اس حکم سے دو تین اشیاء کو مستثنٰی قرار دیتے ہیں جیسے ضبع، ثعلب، ضب وغیرہ کہ ان حیوانات کا کھانا جائز ہے مگر امام ابو حنیفہؒ ان کو بھی حرمت میں شامل کرتے ہیں اسلئے کہ ان میں افتراس بھی موجود ہے اور زندہ جانور کا گوشت بھی کچا کھاتے ہیں۔ جو سبعیت کی علامت ہے اور سبع کھانے سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ عن ابی قلابة عن ابی ثعلبة

علامہ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ ابو قلابہ کی ملاقات ابو ثعلبہ سے نہیں ہوئی ہے اور اس روایت کی سند منقطع ہے اسلئے امام ترمذیؒ آگے سند کی تفصیل ذکر کرتے ہیں کہ دیگر اسناد میں ابو ثعلبہ اور ابو قلابہ کے درمیان ابو اسماء الرحبی ہے جو یہاں ذکر نہیں۔ اسلئے فرماتے ہیں وقد ذکر هذا الحدیث عن ابی قلابة عن ابی اسماء الرحبی عن ابی ثعلبة یہ روایت ابو قلابہ سے مروی ہے اور انہوں نے ابو اسماء الرحبی اور انہوں نے ابو ثعلبہ سے روایت کی ہے۔ هذا حدیث مشهور من حدیث ابی ثعلبة یہ حدیث ابو ثعلبہ کی حدیث سے مشہور ہے ۔وابو ثعلبة اسمه جرثوم و یقال جرهم امام ترمذی ابو ثعلبہ کا تعارف کراتے ہیں کہ ابو ثعلبہ کون ہے تو اسکا نام جرثوم ہے مگر انہیں جرہم بھی کہا جاتا ہے۔ انا بارض اهل الکتاب فنطبخ فی قدورهم و نشرب فی آنیتهم الخ کہ ہم اہل کتاب کی زمین میں ہوتے ہیں۔

امام بخاری کا ترجمۃ الباب کے اثبات پر اعتراض :- امام بخاریؒ نے مجوس کے برتنوں کا حکم بیان کرنے کیلئے اس روایت کو ذکر کیا ہے۔

اعتراض : یہاں امام بخاری پر اعتراض وارد ہوتا ہے کہ مجوس تو اہل کتاب نہیں پھر امام بخاری نے اہل کتاب والی روایت کیسے بطور استدلال پیش کی ہے۔

الجواب :

(۱) تو اس کا جواب یہ ہے کہ چونکہ وہ لوگ اپنے آپ کو اہل کتاب کہتے ہیں اس لئے ان کے اعتقاد کے مطابق اہل کتاب کے ظروف کا حکم والی روایت ذکر فرمائی۔

(۲) یا یہ کہ مجوس کے ظروف کا حکم اہل کتاب کے ظروف کے حکم پر قیاس کرو۔

(۳) یا امام بخاریؒ ان کو اہل کتاب مانتے ہیں اس لئے اہل کتاب والی روایت کو ترجمۃ الباب کے اثبات کیلئے

ذکر کیا۔ نطبخ فی قدورھم ' ہم انکے برتنوں میں پکاتے ہیں و نشرب فی آنیتھم اور انکے برتنوں میں پیتے ہیں۔ فقال رسول الله ﷺ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا فان لم تجدو اغیرھا بہتر تو یہ ہے صاف اور پاکیزہ برتن کو استعمال کرو لیکن اگر تم اس کے علاوہ برتن نہیں پاتے ہو۔ فارحضوھا بالماء: رخص یرخص باب نصر سے دھونے کے معنی ہیں۔ فارحضوھا ای فاغسلوھا مطلب یہ ہے کہ مجوس اور اہل کتاب کے برتنوں کو زیادہ مانجھنے کی ضرورت نہیں غسل خفیف کافی ہے' رخص صرف گیلا کرنے کے معنی میں بھی آتا ہے جیسا کہ متنبی میں ہے فصبیبھا الرحضاء تو پھر اس مجبوری کی وجہ سے اس کا استعمال جائز ہے لیکن ان کو دھو کر برتنوں کو نجاست سے پاک کردو۔ مگر صرف شک کی بناء پر اس کو ناپاک نہ سمجھو اور نہ خواہ مخواہ اس میں شک پیدا کرو اور شک کی وجہ سے اس کو نجس مت سمجھو جب تک یقین نہ ہو۔

غیر ملکی کپڑوں وغیرہ کا حکم : یہی حکم دیگر اشیاء کا ہے مثلاً لنڈا بازار میں یورپ اور برطانیہ وغیرہ ممالک سے مستعمل کپڑے آتے ہیں اور اکثر لوگ اس کو خرید کر استعمال کرتے ہیں تو اس کا یہی حکم ہے کہ اس کو دھو کر استعمال کیا جائے تاکہ شراب اور پیشاب وغیرہ نجاسات کے احتمالات ختم ہو جائیں۔ مگر یہ حکم تب ہے جب انسان کو یقین ہو اس پر شراب و پیشاب وغیرہ کے قطرات گر چکے ہونگے۔ ورنہ بصورت دیگر دھونا مستحب ہے۔ لازمی نہیں لیکن جہاں یقین نہ ہو تو صرف شک کی بناء پر کسی چیز کو نجس نہیں کہنا چاہیے۔ مثلاً تمہیں نیا لباس اور نیا کوٹ باہر ممالک کا مل جائے تو اس کو بغیر دھوئے استعمال کریں اس میں شک پیدا نہ کرو' رسول اللہ ﷺ کے پاس غیر مسلموں (روم' فارس) کی طرف سے کچھ تحفے آئے اسمیں ایک عدد جبہ بھی تھا تو رسول اللہ ﷺ نے بسم اللہ پڑھ کر زیب تن کیا۔

حضرت عمرؓ ایک صحرا میں گئے تو وہاں ایک تالاب کے پانی سے وضو بھی فرمایا اور نوش بھی کیا انہوں نے کوئی شک نہیں کیا کہ اس تالاب سے گدھوں اور دیگر حیوانات نے پانی پیا ہو گا اس لئے خواہ مخواہ شک نہیں پیدا کرنا چاہیے۔ ہاں اگر تم نے دیکھ لیا تو ٹھیک ہے۔ اس لئے کہ شریعت مقدسہ آسانی لاتی ہے آپ کا ارشاد ہے یسروا ولا تعسروا ' آسانی کرو سختی نہ کرو۔ یہاں بھی شریعت آسانی لاتی ہے کہ اس کو صرف کھنگالنا ہے بار بار دھونا اور اس کو مانجھنا نہیں ہے۔ ثم قال یا رسول الله کنا بارض صید یہاں صحابی (راوی) دوسرے مسئلے کے بارے میں معلومات کرنا چاہتے ہیں کہ اے اللہ کے رسول ہم شکار کے لئے شکار گاہ جاتے ہیں وہاں تو چاقو' چھری نہیں ہوتی اور شکار بغیر ان اشیاء کے کرتے ہیں فکیف نصنع ہم شکار کیسے کریں' تو آپؐ نے فرمایا اذا رسلت کلبك المکلب اگر تم نے سدھایا ہوا کتا شکار پر چھوڑ دیا۔ کیا تم نے شکار کے لئے کوئی کتا' باز' عقاب یا دوسرے حیوانات میں سے کسی حیوان کو پالا ہے اور اس کی تربیت کی ہے اس کو شکار کی تعلیم دی ہے اسکو

معلم بنایا ہے ؟

شکاری کتے کیلئے شرائط : کتے دو قسم کے ہوتے ہیں ایک کلب معلم اور دوسرا کلب عقور۔ کلب عقور اس کتے کو کہا جاتا ہے جو طبعاً کسی چیز کو چیر تا پھاڑ تا ہو۔ اور کلب معلم اسکو کہا جاتا ہے کہ اس کو شکار کھیلنے کی تعلیم دی گئی ہو۔ فقہا کرام نے کلب معلم کے لئے چند شرائط ذکر کی ہیں۔

(۱) کتا یا باز وغیرہ تعلیم یافتہ ہو کہ وہ شکار پکڑ کر تمہارے پاس لے آئے خود اس کو نہ کھائے۔

(۲) شکاری اپنے ارادے سے کتے کو شکار کے پیچھے چھوڑ دے وہ از خود شکار کے پیچھے نہ جائے۔

(۳) شکاری کتا خود شکار کو نہ کھائے بلکہ تمہارے لئے پکڑے۔

(۴) کتا چھوڑتے وقت بسم اللہ (اللہ کا نام) لیا گیا ہو۔

(۵) امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک پانچویں شرط بھی ضروری ہے کہ کتا شکار کو زخمی بھی نہ کرے۔ آپؒ اس شرط کے لئے جوارح المکلبین سے استدلال کرتے ہیں۔

کلب معلم کی علامت : کلب معلم کی علامت یہ ہے کہ کم از کم تین بار اس کو شکار کے پیچھے چھوڑا جائے۔ اور اگر راستے ہی میں اس کو واپسی کیلئے آواز دی جائے اور وہ واپس آئے تو اب یہ کتا معیار پر پورا اترے گا اور اس کو کلب معلم کہا جائے گا۔ واذا ارسلت جب تم نے اپنے تعلیم یافتہ کتے کو شکار کیلئے اللہ کا نام لے کر چھوڑا اور اس کتے نے شکار کو ہلاک کر دیا تو اس کا کھانا حرام نہیں۔ وان کان غیر مکلب اور اگر کتا تعلیم یافتہ نہ ہو اور اس نے کسی شکار کو پکڑا اور تم نے اسکے منہ سے زبردستی چھین لیا تو اب اگر وہ شکار زندہ ہے تو فذکی پس اس کو شرعی طریقے سے ذبح کرو اور اس کو کھاؤ اور اگر اس شکار کو وہ ہلاک کرے چاہے اس سے کھائے یا نہ کھائے تو وہ حرام ہے اس کا کھانا جائز نہیں۔ واذا رمیت بسھمك اور جب تم شکار کے پیچھے تیر پھینکو ' تیر میں یہ شرط ہے کہ وہ خود جارح ہو دھار والا ہو۔

بندوق کی گولی کا شکار :- اگر وہ چیز خود جارح نہ ہو تو اس کا کیا ہوا شکار حلال نہیں جیسے آج کل بندوق کی گولی سے مارا ہوا شکار ' شرعاً یہ شکار حلال نہیں۔ اگرچہ بعض حضرات مثلاً علماء مصر نے اس کو حلال قرار دیا ہے اس قسم کی باتیں کرنا لاعلمی اور فقہ سے عدم تعلق کی دلیل ہے۔ ہمارے اکابرین علماء دیوبند مثلاً مفتی کفایت اللہ ' مولانا اشرف علی تھانوی ' مفتی محمد شفیع ' مفتی عزیز الرحمان ' اور دیگر حضرات کی رائے یہ ہے کہ چونکہ بندوق کی گولی خود جارح نہیں بلکہ اس کی جارح بارود کے زور سے ہوتا ہے اس لئے اس سے کیا گیا شکار حرام ہے اور قدیم فقہاء کرام نے بھی بندوق سے قتل شدہ شکار کی حرمت کی تصریح کی ہے۔ لیکن جو چیز خود جارح ہو اور اس پر پھینکتے وقت اللہ کا نام لیا جائے تو اس کا مرا ہوا شکار حلال ہے اور اس کا کھانا جائز ہے۔